دوروزہ بین الاقوامی شریعہ کانفرنس

مؤرخہ ۲۳-۲۴ رنومبر ۲۰۰۹ء اقبال انسٹی ٹیوٹ فار ریسرچ اینڈ ڈائیلاگ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اور اسلامی نظریاتی کونسل کے باہمی اشتراک سے دوروزہ بین الاقوامی شریعہ کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ کانفرنس کا مقصد شریعہ سے متعلق مباحث کا از سر نو جائزہ لینا تھا۔ کانفرنس کے پہلے دن افتتاحی سیشن کی صدارت ریکٹر بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، پروفیسر فتح محمد ملک نے کی۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے کیا گیا۔ اقبال انسٹی ٹیوٹ فار ریسرچ اینڈ ڈائیلاگ کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر، ڈاکٹر ممتاز احمد نے اپنے افتتاحی کلمات میں کہا کہ شریعہ اسلامی قوانین کا وہ نظام ہے، جو قرآن وسنت سے اخذ کیا گیا ہے۔ جس کی روشنی میں صدیوں سے فقہاء مسائل حل کرتے آرہے ہیں اور تمام مسلم ممالک کی سیاسی تنظیمیں اس بات کا اعلان کر چکی ہیں کہ مسلم ممالک کے قوانین کی بنیاد شریعہ ہے۔ انہوں نے کانفرنس کا پس منظر اور مقاصد بتاتے ہوئے کہا کہ کانفرنس کا مقصد شریعہ سے متعلق مباحث کا از سر نو جائزہ لینا ہے۔

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کے صدر، ڈاکٹر انوار حسین صدیقی نے اپنے کلمات میں تمام شرکاء کو کانفرنس میں خوش آمدید کہا اور کہا کہ اسلامی ممالک کے سکالرز مل کر شریعہ کی تفہیم نو کریں اور مسلم معاشروں میں شریعہ سے متعلق غلط فہمیوں کو دور کریں۔ انہوں نے اپنے خطاب میں چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل، ڈاکٹر محمد خالد مسعود کی کانفرنس کے انعقاد کے لیے کوششوں کو خراجِ تحسین پیش کیا۔

اپنے خطاب میں چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل، ڈاکٹر محمد خالد مسعود نے کہا کہ شریعہ کا مقصد عدل وانصاف اور امن کا قیام ہے، لیکن اس جدید دور میں مغربی میڈیا نے اس کو حدود وتعزیرات میں محدود کر دیا ہے۔ شریعہ کے مباحث صرف مسلم ممالک میں زیر بحث ہی نہیں بلکہ اسے پوری دنیا بشمول امریکہ، برطانیہ، کینیڈا اور جنوبی افریقہ میں بھی زیر بحث لایا گیا ہے۔ ایک ڈچ سکالر اینا کوٹ وگ کے مطابق، 2003ء سے 2006ء تک قانون شریعت کے تعارف پر مباحثے منعقد کیے گئے، جن میں قانونی اصول، عورتوں کے ساتھ امتیازی سلوک، کینیڈا کی قومی شناخت وتہذیب سے متعلق مسائل کا احاطہ کیا گیا۔ ڈاکٹر خالد مسعود نے اس بات پر زور دیا کہ اجتہاد کے عمل کو پارلیمنٹ کے ذریعے ہونا چاہیے، کیونکہ پارلیمنٹ مسلمانوں کے نظریات واعتقادات کی عکاسی کرتی ہے۔

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کے ریکٹر، پروفیسر فتح محمد ملک نے اپنے افتتاحی خطاب میں شریعہ کانفرنس کے انعقاد کا خیر مقدم کیا۔ انہوں نے ۱۹۳۷ء میں قائداعظم محمد علی جناح کے نام علامہ محمد اقبال کے خط کا ذکر کیا، جس میں انہوں نے محمد علی جناح کو مسلمانوں کی غربت، بے روزگاری اور معاشرتی زبوں حالی کا

مسئلہ حل کرنے کے لیے علیحدہ وطن کے حصول اور اس میں اسلامی شریعت کے نفاذ کی طرف متوجہ کیا۔ قیام پاکستان کے بعد ۱۹۵۰ء کی دہائی میں دولتانہ لینڈ ریفارمز کے خلاف علماء نے فتویٰ دیا کہ از روئے شریعت تحدید ملکیت زمین حرام ہے۔

اسی بناء پر انجمن تحفظ حقوق زمینداراں تحت الشریعہ وجود میں آئی۔ فتح محمد ملک صاحب نے فرمایا اب ہم اقبال اور قائد کی بات مانیں یا علمائے کرام کی بات تسلیم کریں۔ ان کے ان تاثرات کے بعد جناب ڈاکٹر انوار حسین صدیقی نے نہایت احترام کے ساتھ فتح محمد ملک صاحب کی رائے سے اختلاف کیا اور کہا کہ سارے علماء کرام لینڈ ریفارمز کے خلاف نہ تھے۔

انہوں نے جماعتِ اسلامی کے منشور اور مولانا مودودی کی کتاب مسئلہ ملکیت زمین کا حوالہ دیا اور کہا کہ ۱۹۷۰ء کے انتخابات کے موقع پر جماعتِ اسلامی کے انتخابی منشور میں جاگیرداری نظام کا خاتمہ اور تحدید ملکیت زمین کا وعدہ موجود تھا۔ ڈاکٹر محمد فاروق خان، وائس چانسلر سوات یونیورسٹی نے سوات مالاکنڈ میں نفاذِ شریعت کے حوالے سے اپنا مقالہ پیش کیا۔ انہوں نے شرعی نظامِ عدل کی درج ذیل چار باتوں کو بہت مثبت قرار دیا۔

۱- ججز کی تعداد بڑھائی جائے گی۔ ۲- ہر جج کو دو سو سے زیادہ مقدمات نہیں دیئے جائیں گے۔ ۳- دیوانی مقدمات مقامی جرگوں کے حوالے کیے جائیں، جو تین ماہ کے اندر فیصلہ دینے کے پابند ہوں گے۔

اگر وہ تین ماہ میں فیصلہ نہیں کر سکیں گے تو دوبارہ مقدمہ عدالت میں واپس آجائے گا، جو چھ ماہ کے اندر اندر فیصلہ دینے کی پابند ہوگی۔ ۴- اپیل کے لیے عدالتِ عظمیٰ کا سوات کے اندر مجوزہ قیام کا خیال بھی بہت مستحسن تھا۔

ڈاکٹر محمد فاروق خان نے اپنے مقالے کو سمیٹتے ہوئے کہا کہ قانون سازی کا اختیار صرف اور صرف پارلیمنٹ کے پاس ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ یہ اختیار سپریم کورٹ آف پاکستان کو دینے کے حق میں بھی نہیں ہیں۔ ڈاکٹر فاروق نے یہاں تک کہا کہ وہ سپریم کورٹ کو پارلیمنٹ کے منظور کردہ کسی قانون پر نظر ثانی کا حق دینے کے بھی حامی نہیں۔ پارلیمنٹ کو ہی ہر لحاظ سے سپریم ہونا چاہیے۔ ڈاکٹر صاحب کی دو ٹوک آراء کے بعد سوالات کا ایک پر جوش سلسلہ شروع ہو گیا جس میں خواتین نے بھرپور حصہ لیا۔

فیڈرل شریعت کورٹ کے جسٹس، سید افضل حیدر نے اپنے خطاب میں کہا کہ جس طرح تازہ پانی کے لیے بہتے دریا سے ڈول بھرا جاتا ہے، اسی طرح دورِ حاضر کے جدید مسائل کو سامنے رکھ کر نفاذِ شریعت کا جائزہ لیا جانا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں سب سے پہلے تین کام کیے، جو بہت اہم تھے۔ ۱- مسجد کے ادارے کا قیام اور تعمیر۔ ۲- انہوں نے انصار اور مہاجرین کے درمیان مواخاۃ قائم فرمائی۔ ۳- دنیا کو پہلا تحریری وفاقی آئین عطا کیا، جسے میثاقِ مدینہ کہا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ عام تاثر یہ ہے کہ اسلام کا نظام سزا ہی شریعت ہے، حالانکہ اسلام کا بہت بڑا نظام جزا بھی ہے، جس کا ذکر بھی ہونا چاہیے۔

۲۴ رنومبر کو دوسرا اور تیسرا سیشن یکجا کر دیئے گئے تھے۔ اس سیشن کی صدارت اسلامی یونیورسٹی کے ریکٹر، پروفیسر فتح محمد ملک نے فرمائی۔ رکن کونسل، ڈاکٹر محسن مظفر نقوی نے مقاصد شریعہ پر اپنا مقالہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ جیسے ہر دور کی اپنی روحِ عصر ہوتی ہے۔ اسی طرح ہر دور کا اپنا اسلوب بیان ہوتا ہے۔ پہلے مقاصد شرعیہ کی تشریح و توضیح میں مسلم مقاصد، مسلم منطق اور مسلم علم الکلام سے کام لیا جاتا تھا۔ اس سارے فلسفے اور علم الکلام کی بنیاد یونانی منطق تھی، مگر آج ہمیں موجودہ دور کے طرزِ استدلال اور طرزِ بیان کو مقاصد شریعہ کی وضاحت کے لیے استعمال کرنا ہوگا۔

محترم خورشید احمد ندیم صاحب نے سیاسی اسلام کے حوالے سے مقالہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان میں پہلے سیاسی اسلام، جمہوریت کے ذریعے اسلامی انقلاب لانے کی بات کرتا تھا۔ انہوں نے جماعت اسلامی کے امیر مولانا مودودیؒ کے خیالات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ وہ سیاسی اسلام کی بات کرتے تھے جبکہ آج کل مولانا کے پیروکار سیاسی اسلام کا رشتہ جہادی اسلام سے جوڑ رہے ہیں۔ انہوں نے اسے سیاسی اسلام میں ایک تبدیلی قرار دیا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ عسکریت پسند اسلام، سیاسی اسلام سے مختلف ہے۔ انہوں نے ان نکات کی بھی نشان دہی کی جو ان کے نزدیک سیاسی اسلام میں تبدیلی کو بیان کرتے ہیں۔

ڈاکٹر ممتاز احمد اور ایک دو اور صاحبان نے خورشید احمد ندیم سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ مولانا مودودی سیاسی اسلام کی نہیں، بلکہ حکومتِ الٰہیہ اور اقامتِ دین کی بات پورے دینی و منطقی استدلال کے ساتھ کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ سیاسی اسلام کی اصطلاح امریکہ کے سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کی وضع کردہ ہے، ہمیں اس اصطلاح کو استعمال کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

رکن کونسل، سینیٹر مولانا محمد خان شیرانی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اگر دنیا اور انسان اللہ کی ایجاد ہیں، تو پھر اللہ نے ان ایجادات کے ساتھ جو گائیڈ بک (قرآن) اور جو گائیڈ (محمد رسول اللہ ﷺ) بھیجے ہیں، ان کی دی ہوئی ہدایات پر عمل کرنا چاہیے۔ شیرانی صاحب کے خطاب کے بعد رکن کونسل، جناب مولانا سید سعید احمد شاہ گجراتی نے اپنے خطاب میں

مقاصدِ شریعت کی وضاحت کی اور اخلاص کے ساتھ شریعت پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کی۔ ان حضرات کی تقاریر کے بعد سوالات و جوابات کا دلچسپ سیشن ہوا۔ اس نشست کے صدر جناب پروفیسر فتح محمد ملک نے آخر میں نوجوانوں کو علامہ اقبال کی فارسی نظم "جاوید نامہ" کے مطالعے کی نصیحت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ یقیناً فارسی زبان میں نظم کی تفہیم آسان نہ ہوگی۔ انہوں نے طلبہ کی سہولت کے لیے انہیں مشورہ دیا کہ وہ ڈاکٹر محمود احمد غازی کی کتاب محکماتِ عالمِ قرآنی کا مطالعہ کریں، جس میں جاوید نامہ کی تلخیص بھی موجود ہے۔

کانفرنس کی آخری نشست چائے کے وقفے کے بعد منعقد ہوئی۔ اس نشست کی صدارت ڈاکٹر ظفر اسحاق انصاری نے فرمائی۔ ڈاکٹر حسین احمد پراچہ نے بڑے دلچسپ پیرائے میں اس وقت تک کی کانفرنس کی کارروائی کی روداد کا خلاصہ انگریزی، اردو میں پیش کیا۔ کانفرنس کی روداد کے بعد اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین، ڈاکٹر محمد خالد مسعود نے کانفرنس کی سفارشات شرکائے کانفرنس کے سامنے پیش کیں۔

کانفرنس کی آخری نشست کے صدر ڈاکٹر ظفر اسحاق انصاری نے بڑے پرزور انداز میں اختتامی کلمات پیش کیے۔ انہوں نے کہا کہ کانفرنس میں پیش کیے گئے بعض مقالات سے یہ تاثر ملتا تھا کہ ہم اسلام کو کٹہرے میں کھڑا کر کے اس کا دفاع کر رہے ہیں۔ انہوں نے ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کا ایک قول بیان کیا، جس میں بھٹو صاحب نے یہ تاریخی جملہ کہا تھا کہ مسلمان مغرب کو جوابدہ نہیں۔ ڈاکٹر انصاری نے کہا کہ ہمیں سہل انگاری ترک کر کے اب اپنے قدموں پر کھڑا ہونا اور آگے بڑھنا ہوگا۔ اقبال انسٹی ٹیوٹ برائے ریسرچ اینڈ ڈائیلاگ کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر ڈاکٹر ممتاز احمد نے بڑے خوشگوار انداز میں اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک سے آنے والے مہمانوں کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے اقبال انسٹی ٹیوٹ اور اسلامی نظریاتی کونسل کے اشتراک سے منعقد ہونے والی دو روزہ کانفرنس کا کامیابی سے اختتام پذیر ہونے پر اسلامی یونیورسٹی کے ریکٹر، پروفیسر فتح محمد ملک، صدر جامعہ، ڈاکٹر انوار حسین صدیقی اور اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین، ڈاکٹر محمد خالد مسعود اور تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔ ڈاکٹر ممتاز احمد کے اختتامی کلمات کے بعد بیرونِ شہر سے تشریف لائے ہوئے مہمانانِ گرامی میں یادگاری شیلڈز تقسیم کی گئیں اور یوں یہ حسن اہتمام اور حسن انتظام کے ساتھ منعقد کی گئی کانفرنس اپنے اختتام کو پہنچی۔

کانفرنس میں پیش کی جانے والی سفارشات درج ذیل ہیں:

۱) اگر حکومت فوری سستے اور منصفانہ عدل کو یقینی بنا دے تو انتہا پسندوں کو عوام کی ہمدردی حاصل نہیں ہوگی۔

۲) وہ لوگ جو ملک میں اسلامی نظامِ عدل چاہتے ہیں، وہ بھی اسلامی سزاؤں سے خوفزدہ ہیں۔

۳) وہ لوگ جو انصاف فراہم کرتے ہیں، اگر وہ مکمل طور پر ایماندار اور تعصب سے بالاتر نہ ہوں تو اسلامی نظام مزید بے رحم ہوگا۔

۴) لوگ اپنا نظام انگریزی زبان کی بجائے اپنی زبان میں چاہتے ہیں۔

۵) پورے ملک میں قوانین ایک جیسے ہونے چاہئے، پنچایت اور بالخصوص عورتوں کے خلاف مقامی رسومات اور جرگے ختم ہونے چاہئے۔

۶) مساجد کی انتظامیہ اور نصاب جدید بنانے کی ضرورت ہے۔

۷) ملک کے تمام علاقوں بشمول فاٹا اور فانا میں حکومت کا نظام ملک کے دوسرے حصوں کے برابر کرنا ہوگا۔

۸) منتخب سیاستدان اپنے متعلقہ علاقوں بشمول سوات، مالاکنڈ اور وفاق کے زیرِ انتظام قبائلی علاقہ جات میں اپنے ووٹروں کے ساتھ اپنا تعلق اور رابطہ قائم رکھیں۔

۹) حکومت کو چاہیے کہ وہ ایسے اسلامی اعلانات کرے جو بھی عوام کے دل جیت سکے۔ جمعہ کے دن سرکاری تعطیل کے اعلان کا اہم اثر ہوگا۔

۱۰) جمعہ کے دن خطبوں پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ حکومت پر مکمل تنقید کرنے کے بجائے امام حضرات کو چاہئے کہ وہ اسلامی تعلیمات کو اجاگر کریں، تاکہ معاشرے اور شہریوں کے کردار میں بہتری لائی جا سکے۔

۱۱) مغربی ممالک کی طرح تمام سرکاری اور تجارتی ٹی وی چینلوں پر فحاشی و عریانی سے متعلق ضابطہ اخلاق کا اطلاق ہونا چاہئے۔

۱۲) قانونی اجازت کے بغیر شہریوں کی ذاتی زندگی میں مداخلت سے ریاست کو اجتناب کرنا چاہئے، اور بلاوجہ پولیس کو چاردیواری میں داخلے کی اجازت ختم ہونی چاہیے۔

۱۳) کام کی جگہیں اور قانونی طور پر جائز کاروبار کی جگہیں بشمول موسیقی اور سی ڈی کی دکانوں کو ریاست کی جانب سے تحفظ فراہم کیا جانا چاہئے۔ اگر موجودہ رجحان جاری رہا تو مستقبل میں کتابوں کی دکانیں بھی جلائی جائینگی۔